Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ | رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

(ایڈیٹر: نسیم سیفی)

جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ، ۸ اخاء ۱۳۶۸ہش، ۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۲۸

دعا کی قبولیت

"ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۵۵)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اسی میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدقِ دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو۔ اُن پر بھی ظلم نہ چاہیئے۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے تو انسان کا ایک دم گزارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے اُوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے۔ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے۔ کیونکہ اس کے ارادے دو ہی ہیں۔ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا جیسا کہ فرماتا ہے (وہ اسکے ذریعے بہتوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہتوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ناقل) پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے پر بھی ہیں تو ہر وقت دعا کرنی چاہیئے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔ نرم مزاج بنو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے۔ خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔ اصل میں نیک انسان تو اپنا پاؤں بھی زمین پر پھونک پھونک کر احتیاط سے رکھتا ہے۔ تا کسی کیڑے کو بھی اس سے تکلیف نہ ہو۔ غرض اپنے ہاتھ سے، پاؤں سے، آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعائیں مانگتے رہو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۳۰)

مکرم سید قمر سلیمان صاحب کے بارے میں خصوصی دعاؤں کی درخواست

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب کو مزید علاج کے لئے ۷ر اکتوبر ۱۹۸۹ء کی صبح ۳ بجے اسلام آباد لے جایا گیا۔ مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ہمراہ تشریف لے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔

● مکرم شیخ عباد الرحمٰن صاحب کپورتھلوی کو پروسٹیٹ گلینڈ کی تکلیف ہے۔ ناک سے خون بہنے اور بخار کی وجہ سے کمزوری بہت ہو گئی ہے۔

احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کریں۔

تکمیلِ روحانیت کے لئے ابتلاء بہت ضروری ہے

ارشادات حضرت فضل عمر

"یاد رکھنا چاہیئے کہ اوّل تو ابتلاء عموماً اس لئے آتے ہیں کہ انسان کا ایمان مضبوط ہو لیکن اس لئے کہ خدا تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا بلکہ اس لئے کہ خود انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ میرے ایمان کی کیا حالت ہے

یہ بات کثرت سے پائی جاتی ہے کہ انسان بسا اوقات اپنے خیالات کا بھی اچھی طرح اندازہ نہیں لگا سکتا اور جب اس پر ابتلاء آتے ہیں تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کسی چیز سے محبت یا نفرت کا دعوی کہاں تک صادق تھا۔

اسی طرح ابتلاء اس لئے بھی ڈالا جاتا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں کا ایمان کیسا ہے ورنہ یوں دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں کا ایمان پختہ ہے یا نہیں اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی انسان جتنا بڑا ہوتا ہے اس پر اتنے ہی بڑے ابتلاء آتے ہیں

سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ دشمن بھی خوبی کو مان لیں اور اس کا انکار نہ کر سکے۔ پس اخلاق اور روحانیت کی پختگی کے لئے ابتلاؤں کا آنا اور ان کے آنے پر صبر و رضاء کا مقام اختیار کرنا ایمان کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۸ اخاء ۱۳۶۸ ہش ۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء

افریقہ کے بچے

گزشتہ جلسہ سالانہ یو۔کے کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے افریقہ کے بچوں کو داد و تحسین عطا فرمائی۔ حضورِ انور نے سیرالیون کے سکولوں کے بچوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا اور انہیں خوشنودی سے نوازا۔ جس طرح مختلف مذاہب کے بچے مل جل کر پڑھتے ہیں اور جس ذوق و شوق سے وہ مذہبی نظمیں ترنم سے گاتے ہیں اور والہانہ جذبے کا اظہار کرتے ہیں۔ کسی معزز مہمان کی آمد پر عربی میں مکالمہ سناتے ہیں اور حاضرین کو اپنی ذہانت، یادداشت اور طرزِ اظہار سے خوش کرتے ہیں۔ یہ باتیں واقعی قابلِ داد ہیں۔

اور اسی طرح ان کے اساتذہ بھی داد کے مستحق ہیں کیونکہ یہ سب کچھ انہیں کا سکھایا ہوا ہے۔ جس طرح وہ بچوں کی تربیت کرتے ہیں وہ واقعی قابلِ رشک ہے۔ بیس پچیس سال تو یہ باتیں دیکھنے کا ہمیں بھی موقعہ ملا ہے۔

صبح کے وقت جب بچے سکول میں حاضر ہوتے ہیں تو انکے اساتذہ یہ دیکھتے ہیں کہ کسی بچے کا کوئی کپڑا میلا یا پھٹا ہوا تو نہیں ناخن صحیح طریق پر کاٹے ہوئے ہیں۔ بال چونکہ گھنگریالے ہوتے ہیں ان میں کنگھی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے بال بھی چیک کرتے ہیں اور اگر کوئی کمی دیکھیں تو بچے کو واپس گھر بھیجتے ہیں کہ اس خامی کو دور کرو۔ کپڑے بدلو۔ ناخن کاٹو۔ بالوں میں کنگھی کرو۔ سچ بات ہے ہم تو یہ باتیں دیکھ کر حیران ہی رہ گئے تھے۔ ہماری پرائمری کے زمانے میں کیا حالت ہوتی تھی یہ سارا زمانہ یاد آگیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ کاش ہم نے بھی پرائمری تعلیم افریقہ کے کسی سکول میں حاصل کی ہوتی۔

بچے کی تربیت کا زمانہ تو پرائمری سکول ہی کا زمانہ ہے اگر ان چار پانچ سالوں میں بچے کی پوری طرح دیکھ بھال کی جائے۔ اسے صحیح خطوط پر لگا دیا جائے تو پھر ساری عمر وہ خدا کے فضل سے صحیح خطوط پر ہی چلتا ہے۔

ہماری ان باتوں پر پرائمری سکول کے کوئی استاد ہنس تو نہیں دیتے۔ چلو ہنس بھی دئے ہوں تو کیا ہے۔ بس وہ اتنا ضرور کریں کہ اچھی باتوں کو اپنا لیں، چاہے وہ یورپ سے آئیں یا افریقہ سے۔ آخر انسان انسان سے سیکھتا ہے اور سیکھنے ہی سے آگے بڑھنے کا عمل جاری ہوتا ہے۔ آئیے ہم بھی پرائمری سکول کے اس عمل کو جاری کریں۔

ان لوگوں نے لکھ رکھا ہے دل پر میرا نام
اور لگا دیتے ہیں مجھ پر مبہم سے الزام
خیر یہ اپنے کام میں صبح و شام رہیں مصروف
میں بھی صبح و شام کئے جاتا ہوں اپنا کام

ـــ ابو الاقبال ـــ

زندانِ ہجر میں کوئی روزن نہ باب تھا
وہ حبس تھا کہ سانس بھی لینا عذاب تھا

ہم جی رہے تھے تیری ہی رحمت کی گود میں
سایہ فگن تیرے ہی کرم کا سحاب تھا

تیری عنایتوں کی نہ تھی کوئی انتہاء
میری خطاؤں کا بھی نہ کوئی حساب تھا

تیرے ہی نور سے تھیں منوّر صداقتیں
تو ہی تھا ماہتاب تو ہی آفتاب تھا

خوشبوؤں میں بھی تیری ہی خوشبو تھی دلنواز
پھولوں میں پھول تیرے ہی رُخ کا گلاب تھا

اے حُسنِ تام علم بھی تو تھا عمل بھی تو
لوح و قلم بھی تو ہی تھا تو ہی کتاب تھا

نیکی ترے بغیر گناہِ عظیم تھی
لمحہ جو تیری یاد میں گزرا ثواب تھا

صبحِ ازل مشیتِ یزداں تھی دیدنی
جس صبح بزمِ کُن میں ترا انتخاب تھا

اوّل بھی تو۔ اخیر بھی تو۔ تو ہی درمیاں
تو تھا پسِ نقاب تو پیشِ نقاب تھا

کام آ گئی غریب کے مدحت حضور کی
مضطر کا آج کہتے ہیں یوم الحساب تھا

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری عبدالحمید
لاہور - چھاؤنی

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

(اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرماتا رہے)

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر

کچھ عرصہ قبل خاکسار نے خواب میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ پر) کو دیکھا خاکسار آپ سے گلے مل رہا ہے اور اپنا چہرہ حضور کے سینے پر رگڑ رہا ہے۔ اور حضور شفقت سے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر پھیر رہے ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد بھی اس خواب کی لذت کافی دیر تک رہی۔

ویسے تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی زیارت اکثر ہوتی رہتی تھی خصوصاً جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں۔ لیکن ان سے پہلی ملاقات کراچی میں مکرم نذیر احمد ڈار صاحب کے مکان پر ہوئی تھی مکرم ڈار صاحب آج کل لندن میں جماعتِ احمدیہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ مکرم ڈار صاحب کے جوان سال صاحبزادہ کی وفات پر تعزیت کے لئے تشریف لائے تھے۔ خاکسار نے آپ سے اپنا تعارف کرایا تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ میں کیا کام کرتا ہوں۔ میرے یہ بتانے پر کہ خاکسار ایک ڈیری فیکٹری میں بطورِ اسسٹنٹ پروڈکشن مینجر کام کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت اماں جان اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔ دودھ کو خراب ہونے سے بچانے کیلئے اس میں سونٹھ ڈال دیا کرتی تھیں۔ پھر فرمایا آپ بھی یہ تجربہ کر کے دیکھیں اور مجھے بتائیں۔

آپ سے دوسری ملاقات ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کی دوپہر کو مکرم برادرم مسعود احمد خورشید ابن حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مکان کے باہر ہوئی۔ وہاں لجنہ اماء اللہ کے اجلاس میں حضرت نواب منصورہ بیگم صاحبہ شرکت فرما رہی تھیں اور آپ انہیں لینے کی غرض سے وہاں تشریف لائے تھے۔ انہیں دنوں مقبوضہ کشمیر میں کمانڈو ایکشن ہو رہا تھا۔ تو وہاں موجود دوستوں نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سے اس بارہ میں آپ کی رائے دریافت کی آپ نے جواب دیا چونکہ اس علاقہ کا نقشہ ان کے سامنے نہیں اس لئے وہ کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ اسی شام آپ بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر منتخب ہونے کے بعد آپ کی زیارت اور آپ سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا خصوصاً آپ ہر سال کچھ عرصہ کیلئے کراچی تشریف لاتے۔ آپ کا قیام شروع میں حلقہ ہاؤسنگ سوسائٹی میں مکرم ڈاکٹر سراج الحق کوئٹہ والے کے مکان پر ہوتا۔ خاکسار ان دنوں اسی حلقہ کی جماعت احمدیہ کا صدر تھا۔ فجر اور مغرب کی نمازیں ادا کرنے کی توفیق ملتی اور حضور کی زیارت بھی ہو جاتی۔ ستمبر ۱۹۶۹ء میں خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بیٹی عطا کی عزیزہ کی دادی جان (والدہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب) کے ایک خواب کی بناء پر عزیزہ کا نام عائشہ رکھا گیا۔ جس دن اہلیہ کو ہسپتال سے چھٹی ملی تو گھر جانے سے قبل ہم حضور کی جائے رہائش حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے بچی حضور کی خدمت میں پیش کی اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے بچی کو گود میں اٹھا لیا پیار کیا اور دریافت فرمایا کہ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضرت والدہ صاحبہ کے خواب کی بناء پر عائشہ نام رکھا ہے تو اس پر حضور نے فرمایا کہ اس نام کے ساتھ مبارکہ کا اضافہ میری طرف سے کر دیں امسال عزیزہ بی اے فائنل کا امتحان دے رہی ہے۔

حضور کی تحریک فضلِ عمر فاؤنڈیشن پر خاکسار نے ایک رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا اور قسط وار ادائیگی کرتا رہا۔ ابھی مبلغ چھ صد روپے بقایا تھے کہ ادائیگی کی مدت ختم ہونے میں چند ہفتے رہ گئے تھے۔ اتفاقاً انہی دنوں خاکسار بے روزگار تھا۔ خاکسار نے اپنے حالات حضور کی خدمت میں تحریر کرنے کے بعد چندہ کی ادائیگی میں مہلت کیلئے درخواست کی۔ چند دنوں کے بعد مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے جواب موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ آپ کا خط حضور کی خدمت میں ملا۔ بعد ملاحظہ حضور نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے۔ چندہ کی ادائیگی میں مہلت کے بارہ کہیں ذکر تک نہ تھا۔ خاکسار نے اپنی کم عقلی اور ناسمجھی سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حضور نے مہلت نہیں دی۔ اس سے طبیعت پر بے حد بوجھ تھا۔ اور فکر تھا کہ میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکوں گا۔ چند دنوں کے بعد ادائیگی کی آخری تاریخ آن پہنچی۔ اسی روز ایک احمدی دوست خاکسار کے گھر پر تشریف لائے۔ میں گھر پر موجود نہیں تھا وہ پیغام دے گئے کہ جیسے ہی میں گھر آؤں ان سے ان کے مکان پر جا کر مل لوں۔ یہ پیغام ملتے ہی میں ان کے گھر چلا گیا۔ انہوں نے چائے وغیرہ سے تواضع کی اور ساتھ ہی اپنی چیک بک نکال کر مبلغ ۱۲۰۰ صد روپے کا چیک مجھے دیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ چیک کیوں دے رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے آپ کی کچھ رقم دینی ہے۔ (میں نے ان کیلئے ایک کام کیا تھا جس کا معاوضہ چند ماہ بعد انہوں نے دینا تھا) ایسے ہی دل میں خیال آیا کہ چونکہ آپ آج کل بیروزگار ہیں آپ کو کچھ رقم کی ضرورت ہو گی اس لئے یہ چیک دے رہا ہوں۔ میں نے ان سے چیک لے کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اسی وقت مبلغ چھ صد روپے کا چیک بنا کر احمدیہ ہال میں سیکرٹری صاحب مال کو دیا۔ اس طرح سے اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق ملی۔ اس واقعہ کے دوسرے روز بعد ہی مکرم شیخ مبارک احمد صاحب حال امریکہ جو اس وقت بطور سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن کام کر رہے تھے کا خط ملا جس میں تحریر تھا کہ آپ کا خط بابت مہلت ادائیگی چندہ فضل عمر فاؤنڈیشن حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں ملا حضور نے ازراہِ شفقت آپ کو بقایا کی ادائیگی میں چھ ماہ کی مہلت دے دی ہے

غالباً ۱۹۶۸ء کی بات ہے چھوٹے عزیزم عبدالماجد جو ان دنوں GLAXO — LABORATORIES کراچی میں ملازم تھے کی تبدیلی کمپنی کی چٹاگانگ فیکٹری میں کر دی گئی۔ انہی دنوں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کراچی میں تشریف فرما تھے ہم دونوں بھائی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عزیزم عبدالماجد نے عرض کیا کہ حضور میری تبدیلی چٹاگانگ کر دی گئی ہے۔ دعا کریں یہ تبدیلی منسوخ ہو جائے۔ یہ سن کر حضور نے قدرے خفگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ جب کوئی احمدی میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میری تبدیلی فلاں جگہ کر دی گئی ہے دعا کریں منسوخ ہو جائے تو عموماً ایسے شخص کو میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ کرے تمہاری تبدیلی اس سے بھی خراب جگہ پر ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جب ملازمت ہی کرنی ہے تو انسان کو چاہیئے کہ اسے جہاں بھی بھیجا جائے وہ بشاشتِ قلب سے وہاں جائے اور نوکری کرے۔

سال یاد نہیں رہا جلسہ سالانہ کا موقع تھا ۲۹ دسمبر کی صبح کو جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا کی ملاقات تھی۔ خاکسار بھی ملاقات کیلئے قطار میں کھڑا تھا۔ جو آہستہ آہستہ اپنے آقا کی جانب بڑھ رہی تھی۔ حضور کے قریب جب پہنچا تو دیکھا کہ آپ ایک اونچی جگہ جو تخت نما تھی پر تشریف فرما تھے۔ چونکہ سردی تھی اس لئے اپنی ٹانگوں پر کمبل لیا ہوا تھا۔ آپ کے قریب نوٹوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا جو احباب بطور نذرانہ اپنے آقا کی خدمت میں پیش کرتے جا رہے تھے اتنی دیر میں دیکھا کہ ایک لڑکا بعمر ۸-۷ برس جو قطار میں میرے آگے کھڑا تھا اور جھپٹا مار کر دونوں ہاتھوں سے جس قدر نوٹ اٹھا سکتا تھا اٹھائے اور باہر کی طرف بھاگ نکلا۔ ڈیوٹی پر موجود احباب اس لڑکے کو پکڑنے کی غرض سے اسکے پیچھے بھاگے۔ لیکن حضور نے بڑی ہی پُر جلال آواز میں تعاقب میں جانے والوں کو منع فرمایا اور کہا اسے جانے دو یہ بھی اس کے پیار کا طریق ہے اللہ اللہ کیا شان تھی اس بندۂ خدا کی۔

جون ۱۹۷۲ء میں خاکسار کی اہلیہ کو چھاتی میں کینسر ہو گیا۔ پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں ڈاکٹروں نے چھاتی سے تھوڑا سا مواد نکال کر راولپنڈی اپنی لیبارٹری میں تجزیہ کے لئے بھجوایا ان کی رپورٹ کے مطابق MALIGNANT CANCER تھا۔ پریشانی کے عالم میں ربوہ گئے۔ حضور سے ملاقات کی اور تمام رپورٹ سنانے کے بعد دعا کیلئے درخواست کی۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میری اہلیہ سے فرمایا آپ لندن چلی جائیں (ان دنوں خاکسار کے سسر مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ چیف میڈیکل آفیسر پاکستان ریلویز لندن میں میڈیکل پریکٹس کر رہے تھے) اور وہاں جو ڈاکٹر کہیں اس پر عمل کریں۔ آپ کو کچھ نہیں ہے۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ان تسلی آمیز الفاظ کے بعد اہلیہ کو لندن بھجوایا وہاں ان کا بڑا اپریشن ہوا۔ اُس اپریشن کے بعد سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں پھر وہ تکلیف نہیں ہوئی اسی ضمن میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اہلیہ کے لندن جانے کے بعد قریباً ہر دوسرے روز حضور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا کرتا تھا وہاں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں بھی دعا کیلئے ہر دوسرے روز خط لکھا کرتا تھا۔ اپریشن کے بعد اہلیہ جب پاکستان تشریف لائیں تو ربوہ میں اپنی کار میں حضرت ام متین صاحبہ کے گھر جا رہے

تھے کہ رستہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بائیسکل پر اپنے گھر جا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر میں نے کار روک لی۔ آپ کار کے پاس تشریف لائے اہلیہ سے ان کی خیریت دریافت کرنے کے بعد میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ انہوں نے دعا کیلئے اسقدر خط لکھے تھے کہ انہیں دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا اور نئی زندگی دی ہے۔

غالباً فروری ۱۹۷۷ء کی بات ہے خاکسار ان دنوں نون پاکستان لمیٹڈ بھلوال ضلع سرگودھا میں بطور جنرل مینجر ملازم تھا یہ کمپنی خشک دودھ اور نور پور مکھن بناتی ہے نور پور مکھن خاکسار نے ہی ۱۹۷۲ء میں بنایا تھا۔ اور یہ اکثر حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا کیونکہ حضور کو یہ پسند تھا۔ دوپہر کے وقت کچھ کاریں میری کوٹھی میں داخل ہوئیں۔ میں اس وقت دوپہر کے کھانے کیلئے اپنی کوٹھی پر تھا۔ کاروں کی آواز سن کر باہر نکلا تو یہ دیکھ کر میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی کہ حضور ایک کار سے اتر رہے تھے۔ حضور کو اپنے غریب خانہ پر دیکھ کر خوشی سے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ آپ اسلام آباد سے ربوہ جا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ حضرت منصورہ بیگم صاحبہ، حضرت مرزا منصور احمد صاحب، مرزا خورشید احمد صاحب اور عزیزم صلاح الدین ایوبی تھے۔ کار سے اترتے ہوئے حضور نے فرمایا ہم ربوہ جا رہے تھے کھانے کا وقت ہو گیا تھا سوچا آپ کے پاس رُک کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ ویسے کھانا ہمارے پاس موجود ہے جو جہلم سے میاں منیر احمد صاحب نے ہمیں دیا تھا۔ گھر میں جو کچھ موجود تھا وہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ تازہ مالٹے اور کینو کا رس نکال کر پیش کیا۔ کھانا تناول کرنے اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد آپ نے ربوہ کے لئے رخت سفر باندھا کار میں بیٹھنے سے پہلے آپ نے اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکال کر اسے کھولا اس میں یوڈی کولون سے تر ایک کاغذ تھا آپ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ایک ٹکڑا میری اہلیہ کو اور دوسرا ٹکڑا خاکسار کو دیا۔ اور فرمایا جب تک اس میں سے خوشبو آتی رہے گی ہماری یاد بھی آپ کو آتی رہے گی۔

ستمبر ۱۹۷۷ء میں خاکسار کو ایران میں سویڈن کی ایک مشہور کمپنی الفالاوال میں ملازمت ملی۔ ایران جانے سے قبل خاکسار حضور کی خدمت میں بغرض درخواستِ دعا اور ملاقات حاضر ہوا۔ تو حضور نے دریافت فرمایا کتنے سال کا کنٹریکٹ ملا ہے عرض کیا تین سال کا۔ تو فرمایا چندہ دیتے جانا تو کنٹریکٹ کی تجدید ہوتی جائے گی۔ ابھی ایران میں ملازمت کرتے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا تھا کہ وہاں انقلاب آ گیا جس کی وجہ سے کمپنی کو اپنا دفتر وہاں بند کرنا پڑا۔ لیکن خاکسار کو کمپنی نے اپنا ایریا سپروائزر مقرر کر دیا۔

اگست ۱۹۸۱ء میں خاکسار اپنی بڑی بیٹی عزیزہ نائلہ آمنہ کی شادی کے لئے لندن گیا ہوا تھا۔ ۱۵۔ ۱۶۔ اگست کو وہاں سے واپسی ہوئی آپ ان دنوں کراچی میں تشریف فرما تھے۔ غالباً ۱۸۔ ۱۹۔ اگست کو حضور نے خاکسار کو یاد فرمایا۔ اس وقت آپ اپنی بیٹی بیگم مکرم مرزا مجیب احمد صاحب کے گھر پر تشریف فرما تھے خاکسار اپنے بیٹے عزیزم خالد اقبال کے ہمراہ وہاں پہنچا تو فرمایا کہ ڈاکٹر سلام صاحب کل دوپہر اسلام آباد پہنچ رہے ہیں انہیں میرا ایک پیغام پہنچانا ہے۔ اس لئے آپ کل صبح پہلی پرواز سے اسلام آباد چلے جائیں حضور سے مکرمی بھائی جان کیلئے پیغام لے کر رخصت ہوا۔ اس وقت شام کے قریباً ۷ بجے تھے۔ گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ اس وقت اسلام آباد جانے اور واپسی کیلئے کرایہ کی پوری رقم گھر میں نہیں تھی۔ وہاں سے اپنی ہمشیرہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک بشیر احمد صاحب کے ہاں گیا وہاں سے بقایا رقم کا بندوبست ہو گیا۔ پی۔ آئی۔ اے کے دفتر جا کر ٹکٹ خریدا گھر واپس پہنچتے پہنچتے قریباً دس بج گئے تھے۔ اسلام آباد کے لئے چونکہ پرواز علی الصبح تھی۔ اس لئے گھڑی میں الارم لگا کر سو گیا رات قریباً ساڑھے گیارہ بجے گھر کی گھنٹی بجی دروازہ کھولا تو باہر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب حال ناظر اصلاح و ارشاد جو ان دنوں کراچی میں بطور مربی کام کر رہے تھے ایک اور دوست کے ہمراہ پایا۔ مولانا کو دیکھ کر کچھ پریشان ہوا اور دریافت کیا کہ اتنی رات گئے کیسے آنا ہوا۔ مکرم مولانا صاحب نے ایک لفافہ مجھے دیا اور کہا کہ حضور نے اسلام آباد آنے جانے کی ٹکٹ اور دوسرے اخراجات کے لئے رقم بھجوائی ہے۔ جو اس لفافے میں بند ہے۔ میں نے مکرم مولانا صاحب سے عرض کی کہ ٹکٹ تو میں نے خرید لیا ہے۔ اس پر مکرم مولانا صاحب نے فرمایا کہ انہیں یہ لفافہ مجھ تک پہنچانے کیلئے حکم ملا تھا۔ جس کی تعمیل کیلئے وہ آئے ہیں۔ اللہ اللہ کس قدر خیال تھا آقا کو اپنے بندہ کا۔ بہرحال دوسری صبح اسلام آباد پہنچ کر مکرمی بھائی جان کی آمد کا انتظار کیا۔ اور ان کی خدمت میں حضور کا پیغام پہنچایا۔ وہ حضور کا پیغام سن کر قدرے پریشان بھی ہوئے اور چند سوالات بھی کئے۔ چونکہ میرے ذمہ حضور کا پیغام ان تک پہنچانا تھا میں نے عرض کی کہ خاکسار اس وقت آپ کے سامنے بطور آپ کے چھوٹے بھائی کے نہیں بیٹھا بلکہ قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے نمائندہ کے طور پر بیٹھا ہے۔ تو مکرمی بھائی جان نے فوراً معذرت کی۔ اور گلے لگا لیا۔ اسی شام کراچی واپس پہنچ کر حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔ جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا

یہ چند یادیں تھیں اس عظیم انسان کی جسے ہم نے باپ سے بڑھ کر شفیق پایا۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات کو بلند سے بلند تر کرے۔

خلیل احمد ناصر

ناصرات الاحمدیہ

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اس مضمون کے متعلق تحریر فرماتی ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ جو ان دنوں دینیات کلاسز میں پڑھ رہی تھیں انہوں نے تحریک کی تھی اور ان لڑکیوں کی مجلس ناصرات الاحمدیہ کہلاتی رہی۔

لیکن بعد میں جب ۱۹۴۵ء میں مجلس عاملہ مرکزیہ کی تشکیل ہوئی تو حضور نے ناصرات الاحمدیہ کے لئے بھی وہی عمر مقرر فرمائی جو اطفال کی ہے۔ یعنی ۸ سال سے پندرہ سال تک کی۔

ناصرات الاحمدیہ کے قیام پر اب قریباً پچاس سال ہونے کو آئے ہیں۔ اس طویل عرصہ میں ان کی یادیں بھی جو اُن خوش گوار اور مبارک ایام میں مرکز سلسلہ میں مقیم تھے کچھ نہ کچھ دھندلی ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن بعد کی نسل کو بالواسطہ روایات پر انحصار کر کے تاریخ کو محفوظ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے طبعی امر ہے کہ بعض دفعہ پرانے واقعات پوری صحت کے ساتھ نہیں لکھے جاتے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ناصرات الاحمدیہ کے قیام کے سلسلے میں بھی بعض اہم تفاصیل واقعات کے مطابق شائع نہیں ہوئیں۔ میرے لئے یہ امر باعثِ سعادت ہے کہ اس بارے میں بعض امور کے ذاتی طور پر براہ راست علم ہے۔ جو مختصراً درج ذیل ہیں۔

جماعت احمدیہ کی ہر چہار تنظیمیں (لجنہ اماء اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ ناصرات الاحمدیہ۔ اور انصار اللہ) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خدا تعالیٰ ہمیشہ اُن سے راضی رہے) کے زمانہ امامت میں قائم ہوئیں۔ ان میں سے لجنہ اماء اللہ کا افتتاح تو ابتدائی سالوں میں ہی ہو گیا تھا۔ لیکن خدام الاحمدیہ کی بنیاد حضور نے ۱۹۳۶ء کے بعد مصری فتنہ کے دوران میں رکھی۔ مجھے اُس وقت سے شروع کر کے کئی سال تک معتمد عمومی کے عہدہ پر خدمت کی سعادت ملتی رہی۔ میری شادی سے قبل جو ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ میری اہلیہ امۃ الحفیظ صاحبہ اور ان کی چھوٹی بہن امۃ الحی صاحبہ کئی مہینے تک حضرت سیدہ اُمّ طاہر (خدا تعالیٰ اُن سے راضی ہو) کے ہاں مقیم رہیں۔ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ نے اپنی حقیقی والدہ کی وفات کے بعد اسی گھر میں پرورش پائی تھی۔ میری اہلیہ صاحبہ اور امۃ الحی صاحبہ کے علی الترتیب دونوں صاحبزادیوں کے ساتھ بہنوں کی طرح کے تعلقات تھے جس کا ذکر حضرت امام جماعت احمدیہ نے میرے خطبہ نکاح میں بھی فرمایا۔ اُن کے ہاں میرا آنا جانا پردہ کے احکام کی پوری پابندی کے ساتھ اکثر ہوتا رہتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اُن دنوں میں صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید صاحبہ نے مجھ سے ایک سے زائد مرتبہ ذکر فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کی بنیادوں پر احمدی لڑکیوں کی تنظیم قائم ہونی چاہیئے۔ چنانچہ باہم مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ ایسی تنظیم کا اعلان فرمانے کے لئے صاحبزادی موصوفہ ایک خط

باقی صـ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طارق محمود سدھو

انسانی تہذیب کا ارتقاء

کسی بھی تہذیب کا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی نئی تہذیب میں اس طرح بدل جانا کہ نئی تہذیب کی خصوصیات پرانی تہذیب سے مختلف اور ترقی یافتہ ہوں - تہذیبی ارتقاء (CULTURAL EVOLUTION) کہلاتا ہے - تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سی نئی تہذیبیں بنتی رہیں اور ختم ہوتی رہیں - پس وہ تہذیبیں جو موجودہ دور میں ملتی ہیں قدیم زمانے میں ایسی نہ تھیں - ایک مشہور ماہر ارتقاء ایلفرڈ رسل (ALPRED RUSSEL) کہتا ہے کہ "جانور اپنے آپ کو آب و ہوا میں ڈھالنے کے لئے تبدیل ہو گئے" آدمی نے اپنی ضروریات کے مطابق آب و ہوا کو تبدیل کر دیا"

پس منظر

انسانی تہذیب کا ارتقاء ہزاروں سال سے جاری ہے آج سے تقریباً ستر ہزار سال پہلے کا انسان طبعی خدوخال (PHYSICALLY) کے لحاظ سے موجودہ آدمی کی ہی طرح کا تھا مگر ذہنی طور پر بہت ہی پس ماندہ - وہ کپڑا پہننے سے ناواقف تھا، انسانی ہمدردی نام کی کوئی چیز نہ تھی، حلال و حرام کی تمیز نہ تھی - وہ جانوروں کی طرح جنگلوں میں رہتا تھا - اور شکار اور جنگلی جڑی بوٹیوں سے اپنا پیٹ بھرتا تھا - لیکن اس کے برعکس تقریباً ۲۵ یا ۳۰ ہزار سال پہلے کا انسان پہلے کی نسبت کسی حد تک ترقی یافتہ تھا - یعنی وہ باتیں کرنے اور ایک دوسرے کو کچھ سکھانے کا ہنر رکھتا تھا - وہ اپنے آپ کو جنگلی درندوں مثلاً شیر، بھیڑیئے اور دوسرے گوشت خور جانوروں سے محفوظ رکھتا تھا - آثارِ قدیمہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قدیمی انسان اپنے نیزوں پر کنگرو (KANGROO) کے عضلات اور نسیں (SINEWS) چڑھا لیتا تھا - اسکا گوشت کھاتا تھا اور اسکی ہڈیوں سے ہتھیار یا تیر بناتا تھا - کوئلہ کے ساتھ اس کے خون کو ملا کر رنگ تیار کرتا تھا - اسی طرح سامانہ بوز کے گودے اور بیج کو خوراک کے طور پر استعمال کرتا تھا - اسکے پانی سے پیاس بجھاتا تھا - جب شکار اور کھانے والے پودے کم دستیاب ہوتے تو وہ جگہ بہ جگہ خوراک کی تلاش میں بھٹکنے لگتا - انسان کے تمدن کا عروج اسی وقت ممکن تھا جب پودوں کی کاشت اور جانوروں کو پالتو بنایا جاتا - اور انسان ایک جگہ بستی بنا کر رہنا شروع کرتا -

زراعت کا آغاز

تقریباً ۱۵ ہزار سال پہلے کے قدیم آدمی کے آثار پودوں، فصل کاٹنے والی درانتی اور شکار کی ہتھیاروں کے ساتھ ملے ہیں - جس سے اس زمانے میں کاشتکاری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے - اور کسی حد تک اس دور کی تہذیبی ترقی کا پتہ چلتا ہے - اس وقت کا انسان یہ جانتا تھا کہ کن بیجوں کو محفوظ کر کے جلد از جلد پودے حاصل ہو سکتے ہیں - قدیمی انسان نے نہ صرف کاشتکاری کے علم کو ترقی دی بلکہ ان پودوں کو بہتر بھی بنایا اور یہ صرف مصنوعی چناؤ (ARTIFICIAL SELECTION) کے ذریعے ممکن تھا - جن پودوں کے بیجوں کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاتا ان میں سے ایسے پودوں کو چن لیا جاتا - جن میں بیج بڑے اور لاتعداد پیدا ہوتے تاکہ یہ بھاری اور خوراک سے بھرے بیج فطرتی چناؤ (NATURAL SELECTION) سے انتشار پذیر ہوں اور نئی نسل بنے - قدیمی انسان کے لئے یہ مسئلہ نہ تھا کہ بے فائدہ جنگلی پودوں کو کیسے ختم کیا جائے، بلکہ جو بھی بیج پک کر تیار ہو جاتے انسان اسے حاصل کر لیتا اور وہ انہی خودرَو بیجوں کی حفاظت کرتا رہا اور موجودہ اناج کی شکل میں پودے پیدا ہوئے -

جانور سدھانے کا آغاز

وقت کی ضروریات کے مطابق جانوروں کو سدھانا بھی ضروری ہو گیا - انسان نے بڑے جنگلی درندوں اور جانوروں کو پکڑ کر ان پر قابو پا لیا اور انکی جو نسل نکلی ان کو شروع سے سدھانا شروع کر دیا - انہی سدھائے ہوئے جانوروں کی نسلوں سے موجودہ پالتو جانوروں کی نسلیں نکلیں - جنگلی اور سدھائے ہوئے جانوروں کے جینی مطالعہ (GENETIC STUDY) سے پتہ چلتا ہے کہ سدھانا بھی جینز (GENES) کے کنٹرول میں ہے - تمام پالتو جانور جنگلی جانوروں سے جینی طور پر مختلف ہیں - انسان نے پہلی مرتبہ جن جانوروں کو پالتو بنایا ان میں بھیڑیں، بکریاں، گائے اور گھوڑے شامل ہیں - گائے، بکریاں اور بھیڑوں کو دودھ اور گوشت کے لئے استعمال کیا جانے لگا جبکہ گھوڑوں سے مختلف کام لئے جاتے تھے -

دیہی زندگی

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ شکاری انسان جگہ بجگہ خوراک کی تلاش میں چلتا گیا اس لئے اس نے مستقل ایک جگہ سکونت اختیار نہ کی - مگر جب اس نے جانوروں کو سدھانا اور پودوں کو کاشت کرنا سیکھ لیا تو آبادی بنا کر گروہ یا قبائل میں رہنے لگا - قدیمی انسان قبائل کی شکل میں ان جگہوں پر آباد ہوا جہاں حالات سازگار تھے - آثارِ باقیہ (FOSSILS) کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قدیمی انسان زیادہ تر جھیلوں اور دریاؤں کے کناروں پر آباد تھا، جہاں کہیں مچھلیاں پکڑنے کی مناسب جگہ مل جاتی تو کافی عرصہ تک وہاں قیام کرتا اور مچھلیوں اور جڑی بوٹیوں کو اپنی خوراک کے طور پر استعمال کرتا تھا - انہیں مچھیروں نے سب سے پہلے بستیاں یا دیہات بنا کر رہنا شروع کیا - اکثر لوگوں نے ان غاروں میں گھر بنا کر رہنا شروع کیا جن کے قریب پودے اور شکار میسر آ سکتے تھے - اور ایسے لوگ جو کاشتکاری میں دلچسپی رکھتے تھے - وہ زراعت کے لئے موزوں علاقوں یعنی ہندوستان، چین، وسطی امریکہ اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے - اسرائیل اور عراق میں قدیم بستیوں کے آثار ملے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس قسم کے دیہات بنا کر رہا کرتے تھے - جنگلی پودوں کی تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں یہ خاص مقامات پر تھے مگر لوگوں کی نقل مکانی سے تمام دنیا پر یہ پودے پھیل گئے -

موزوں علاقہ جات

قدیم زمانے میں کاشتکاری ان علاقوں میں کی گئی جو اس کے لئے زیادہ موزوں تھے جنوب مشرقی استوائی ایشیاء سے پودوں کی کاشت ہندوستان اور برما تک پھیل گئی - ان علاقوں میں زیادہ تر چاول، کیلے، گنا اور بانس کاشت کئے جاتے تھے - گندم، جو اور رائی کے پودے ترکی، شمالی عراق، ایران اور افغانستان میں کاشت کئے جاتے تھے - انہی علاقوں میں الفالفا (ALFALFA) اور مٹر کے پودے عالم وجود میں آئے - سیب، آڑو، آلو بخارا، انگور، بادام اور اخروٹ پہلے انہیں علاقوں میں اگائے گئے - کاشتکاری کے علاوہ مختلف قسم کے جانور بھی علاقائی لحاظ سے پالتو بنائے گئے - قدیم تحریروں اور آثارِ باقیہ (FOSSILS) سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ تہواروں پر بیلوں کو مختلف رنگ میں استعمال کیا کرتے تھے - اکثر لوگ بیلوں کی پوجا کرتے تھے کیونکہ ان کے سینگ چاند سے مشابہ تھے اور وہ لوگ چاند کی پرستش کرتے تھے - بیل انکا متبرک جانور تھا - پالتو گائے کو مقدس (HOLY) سمجھتے تھے - سب سے پہلے بیل ایران اور عراق میں پالے گئے - دوسرے جانوروں کو کام کرنے کے لئے پالتو بنایا گیا مثلاً گدھا شروع میں شمالی مشرقی افریقہ میں پالتو بنایا گیا - اونٹ عرب میں سدھایا گیا، گھوڑوں کو مرکزی ایشیاء میں قابو کر کے پالتو بنایا گیا کیونکہ انہیں جنگوں میں استعمال کیا جاتا تھا -

لباس

خوراک کے بعد انسان کو کپڑوں کی ضرورت تھی کیونکہ اسے سردی، گرمی اور دوسرے ماحول کے اثرات سے اپنے آپکو محفوظ رکھنا تھا - بعض ماہرین کے خیال کے مطابق قدیمی انسان کے جسم پر کثرت سے بال ہوا کرتے تھے جو جسم کو ڈھانپنے میں

مدد گار ثابت ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے سائبیریا (SIBERIA) میں ایک قدیمی آدمی اپنی قبر میں برف کے اندر کپڑوں سمیت ملا۔ ماہرین کے مطابق یہ آدمی تقریباً بیس (۲۰) یا پچیس (۲۵) ہزار سال پرانا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قدیمی آدمی کپڑے زیب تن کرتا جاتا تھا۔ یورپ کے قدیمی انسان مرے ہوئے جانوروں کی کھالوں سے اپنا لباس بناتے تھے۔ وہ ان کھالوں کو تسموں کی مدد سے سی لیا کرتے تھے۔ مگر لباس تیار کرنے میں انقلاب اُس وقت آیا جب انسان نے اسے بُننا سیکھ لیا۔ کپڑا بننا اتنا ہی پرانا فن ہے جتنا پودوں کو کاشت کرنا۔ سب سے پہلے مصر میں کپڑا بُننا شروع ہوا۔ ابتداء میں کپڑے سن (FLAX) کے لمبے لمبے مضبوط دھاگوں سے تیار ہوتے تھے۔ اونی اور سوتی دھاگے بعد میں دریافت ہوئے۔ لیکن اسکے بارے میں ابھی کوئی نہیں جانتا کہ پالتو جانوروں کے بال اور اُون کب اور کیسے کپڑا بنانے میں استعمال ہونے لگے۔

مہذب مُعاشرہ کی تشکیل

مہذب معاشرہ جو گھروں اور مختلف عمارتوں میں رہتا تھا۔ جس میں اصول بھی تھے قوانین بھی تھے اسی وقت ممکن ہوا جب انسان نے ایک جگہ پر قیام کرنے کے مسائل کو حل کر لیا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ خوراک کی بحالی مستقل ہو اور لوگوں میں مختلف کام کرنے کا رجحان ہو۔ مختلف لوگوں نے اپنی اپنی ضرورت اور دلچسپی کے مطابق کام کرنے شروع کئے اور اس طرح جنگلوں میں تنہا بھٹکتے ہوئے انسان قبیلوں میں اکٹھے ہو گئے۔ بعض قبیلوں کے بڑے زمینداروں نے اپنے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں دوسرے قبیلے کے بڑے زمینداروں کے لڑکے اور لڑکیوں سے کرنا شروع کیں اور یہی لوگ اپنے اپنے قبیلوں کے سردار کہلائے۔ انہی کنبوں میں سے کچھ لوگ سپاہی، پنڈت، تجار اور دستکار بن گئے۔ قریبی لوگوں پر فتوحات حاصل کر کے بہت سے غلام بنائے گئے اور شہروں کی تعمیر میں ان سے کام لیا گیا۔ آہستہ آہستہ لوگوں میں شعور بڑھتا گیا۔ اور قدیم تہذیب نے بہت حد تک ترقی کی اور اسطرح عراق کی بہت بڑی تہذیب نے جنم لیا۔

تہذیبی ارتقاء اور مستقبل

پتھر کے زمانے سے موجودہ تہذیب تک تمام تبدیلیوں کو اگر سمجھا اور دیکھا جائے تو ہمیں انسانی تہذیب کے ارتقاء کی رفتار کا اندازہ ہو جائے گا، کہ انسان کی نسل کسی نامعلوم انجام تک پہنچ رہی ہے۔

ارتقاء کی خصوصیات ایک نسل سے دوسری نسل میں جینز (GENES) کے ذریعے چلی جاتی ہیں۔ جینز کسی بھی جانور کو یا انسان کو اس کے آباء (PARENTS) کی طرح بناتے ہیں۔ جب کبھی بھی آباء میں کوئی خصوصیات پیدا ہو جائیں تو وہ خصوصیات بچوں میں منتقل کر دی جاتی ہیں۔ آدمی نے کھانے، سونے، سفر کرتے اور نسل پیدا کرنے کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ سیکھنے کی قابلیت جینی وراثت اور ارتقاء سے پیدا ہوتی ہے۔

تہذیبی ارتقاء کی دوسری خصوصیات آدمی اور آب وہوا کے تعلق کو ظاہر کرتی ہیں۔ جسطرح الپرڈ رسل (ALPRED RUSSEL) نے فطرتی چناؤ کے بارے میں کہا کہ جانور اپنے آپ کو آب وہوا میں ڈھالنے کے لئے تبدیل ہو گئے، آدمی نے اپنی ضروریات کے مطابق آب وہوا کو تبدیل کر دیا۔ جیسے سرد موسم میں رہنے والے جانور ایلیلز (ALLELES) کے فطرتی چناؤ (NATURAL SELE-CTION) کے ذریعے یا تو کافی چکنائی یا بال بنا لیتے ہیں یا کہیں گرم پناہ گاہ میں جا کر سو جاتے ہیں۔ آدمی سرد موسم میں گھروں اور عمارات کو گرم کر کے گزارا کرتا ہے۔ اس لئے یہ اپنے واسطے نئی آب وہوا بنا لیتا ہے۔

تہذیبی ارتقاء کی تیسری خصوصیت نے انسان کو اس قابل بنا دیا ہے کہ یہ دوسروں سے سیکھ کر آب وہوا تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال شہد کی مکھیوں کی ہے۔ ایک دوسرے کی مدد ان کے جینز (GENES) پر مبنی ہے۔ اگرچہ انسان میں ابھی تک کچھ غیر معاشرتی خوبیاں موجود ہیں مگر پھر بھی یہ دوسرے انسانوں کی مدد کرتا ہے۔

تہذیبی ارتقاء کا آخری انسان کیا ہوگا یہ ان افراد کی قابلیت پر منحصر ہے جو آنے والے حالات کو دیکھ کر اپنے آپ کو بدل لیتے ہیں۔ آنے والے حالات کا مطالعہ کرنا انسان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ یہ خوبی کسی دوسرے جانور میں نہیں ملتی۔ آخری چار صدیوں میں انسانی تہذیبی ارتقاء میں سائنس اور تجارتی انقلاب کی وجہ سے بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں۔ اور یہ تبدیلیاں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہیں۔ تہذیبی ارتقاء کا انحصار اس بات پر ہے کہ تمام علوم اور سائنسی ایجادات اپنی آنے والی نسلوں تک پہنچائی جائیں، کیونکہ موجودہ تہذیبی معاشرہ زیادہ سائنس اور ایجادات پر انحصار کرتا ہے۔ اس زمانے میں سائنسی تعلیم پہلے کی نسبت لازمی ہے۔ سائنس روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ پس تہذیب میں یہ ضروری ہے کہ اسے پس پشت نہیں ڈالنا چاہئے۔

بقیہ! ناصرات الاحمدیہ

کے ذریعہ سے حضور کی خدمت میں درخواست کریں اور یہ بھی گذارش کریں کہ اس تنظیم کا نام بھی حضور خود تجویز فرمائیں۔ اس خط کا مسودہ تیار کرنے میں خاکسار کو خدمت کا موقعہ ملا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ صاحبزادی امتہ الرشید صاحبہ اور خاکسار نے کچھ قیاس آرائی بھی کی کہ حضور اس تنظیم کا کیا نام تجویز فرمائیں گے۔ حسنِ اتفاق سے ایک نام "ناصرات الاحمدیہ" بھی ذہن میں آیا۔ بہر کیف صاحبزادی موصوفہ کے حضور کی خدمت میں درخواست کے جلد بعد ہی حضور نے احمدی لڑکیوں کی تنظیم کے قیام کا اعلان فرمایا اور ایک کاغذ پر اپنے دست مبارک سے اس کا نام ناصرات الاحمدیہ تحریر فرمایا اور اس طرح سے اس تنظیم کی ابتداء ہوئی۔

صاحبزادی سیدہ امتہ الرشید صاحبہ مستحق صد مبارک ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ مبارک تحریک ڈالی اور ان کی کوششیں مثمر ہوئیں۔

○

اسوقت میرے دل میں بھی ہیجان دیکھنا
جاری ہوا جو ظلم کا فرمان دیکھنا

افلاس کی تپش سے بچاؤ کے واسطے
بک جائے دو ٹکوں میں جو ایمان دیکھنا

زرہی اساس جذبۂ انسان ہے یہاں
کچے ہیں دو دلوں کے یہ پیمان دیکھنا

ہیں ابتلاء کے وقت بھی منہ پھیر کر کھڑے
یہ دوستوں کا دوست پہ احسان دیکھنا

امن و اماں کی فاختہ اُڑ اُڑ کے تھک گئی
بے حس ہوئے ہیں کسقدر اذہان دیکھنا

پہنو کبھی لبادۂ افلاس بھی فہیم
پھر اس مقام سے کوئی انسان دیکھنا

سیّد محمود احمد فہیم

○

مرکزی امتحان — انصار متوجہ ہوں

مرکزی امتحان سوم ۸۹ء کے پرچے زعماء اعلیٰ کو براہ راست اور زعماء کو ناظم ضلع کے ذریعہ ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی ناصر کو ابھی تک پرچہ امتحان موصول نہ ہوا ہو تو وہ براہِ راست مرکز سے منگوا کر علم و فضل میں ترقی کے اس پروگرام میں شرکت کریں۔

اس امتحان کا نصاب ترجمہ قرآن کریم آخری پارہ، کتاب "تحفہ غزنویہ" اور بنیادی نصاب' پر مشتمل ہے۔

یاد رہے کہ جشنِ تشکر کے سال کا یہ دوسرا مرکزی امتحان ہے۔ زعماء کرام پہلے سے زیادہ انصار کو امتحان میں شریک کرنے کی بھرپور مساعی فرمائیں۔

(قیادت تعلیم۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۷۰۸۵۔ میں عطاء الرب ولد محمد عبید اللہ صاحب قوم گوندل پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-594/B عزیز آباد فیڈرل بی ایریا کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1-5-89 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عطاء الرب 594B عزیز آباد کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مبارک احمد راجوری۔ گواہ شد نمبر ۲۔ مرزا ہارون علی 55/B ۷ عزیز آباد کراچی۔

مسل نمبر ۲۷۰۸۶۔ میں اختر النساء زوجہ سید حبیب شاہ قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پاپوشنگر ۴/۱۱ 5-A ناظم آباد کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 2-7-88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) حق مہر ۸۰۰/- روپے (۲) سلائی مشین ۲ عدد مالیتی چھ ہزار روپے (۳) زیورات طلائی ۱ ۱/۳ تولہ ایک تولہ چار ماشہ مالیتی ۴۲۶۶/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں اور مبلغ --- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ اختر النساء زوجہ سید حبیب شاہ 5A ۱۵/۱۱ پاپوشنگر ناظم آباد کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ سید حبیب شاہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ملک مبارک احمد وصیت نمبر ۸۷۶۸۔

مسل نمبر ۲۷۰۸۷۔ میں امتہ الحی نجم زوجہ ڈاکٹر مبشر احمد نجم قوم انصاری پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوکاڑہ حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9-12-88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر دس ہزار روپے (۲) زیورات طلائی 22 کیرٹ وزنی 250 گرام مالیتی 6725/- روپے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ امتہ الحی نجم 3/4-B دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مبشر احمد نجم خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۳۹۳۷۔ گواہ شد نمبر ۲۔ مبارک احمد انصاری والد موصیہ وصیت نمبر ۱۳۰۸۶۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

• مکرم عبدالرحمٰن صاحب دار الصدر جنوبی ربوہ کے نانا مکرم محمد صادق صاحب آف سیالکوٹ ۱۸ ستمبر بروز اتوار ہارٹ اٹیک کے بعد وفات پاگئے۔ انکی عمر ۶۵ سال تھی۔ تدفین سیالکوٹ میں ہوئی۔

• محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رحمت علی صاحب آف ڈیریانوالہ حال ربوہ محلہ دار العلوم شرقی ۱۸ ستمبر کو بعد از دوپہر ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے وفات پاگئیں۔ وفات کے اگلے روز نماز جنازہ مولوی محمد دین صاحب نے پڑھائی۔ بعد میں انہیں بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم عبداللطیف خان صاحب صدر محلہ دار العلوم وسطی نے دعا کرائی۔

• مکرم صوفی عبدالمجید صاحب آف مغلپورہ جو عرصہ سے میرپور آزاد کشمیر میں سکونت پذیر تھے۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ۷۰ برس کی عمر میں معدہ کے اپریشن کے چند دن بعد راولپنڈی میں وفات پاگئے۔ یکم اکتوبر ۸۹ء کو مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ صدر انجمن کے دفاتر کے لان میں پڑھائی۔ اندر بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد اجتماعی دعا بھی مکرم مولانا صاحب موصوف نے کرائی۔ آپ مقامی جماعت میرپور کے صدر اور ضلع بھر کے امیر تھے اور خدمت سلسلہ کو فضل الٰہی جانتے ہوئے ہر خدمت کے لئے کوشاں رہتے۔ احباب کی خدمت میں ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

• مکرم ونگ کمانڈر محمد حنیف شاد صاحب کی بیٹی سائقہ نصرت صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر محمود احمد صاحب آف اسلام آباد کو اللہ تعالیٰ نے ۲۶ اگست کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔

• مکرم نعیم احمد صاحب ناصر دار الیمن شرقی کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے جو مکرم ناصر احمد صاحب کی پوتی اور مکرم قاری عاشق حسین صاحب آف سانگلہ ہل کی نواسی ہے۔ احباب ان دونوں بچیوں کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

پتے درکار ہیں!

نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ کو مندرجہ ذیل موصیان/موصیات کے موجودہ پتے درکار ہیں۔

۱۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم عبدالغنی صاحب وصیت نمبر ۱۲۵۰۷، ساکن نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ۔

۲۔ مکرم ملک منصور احمد صاحب ولد شیخ غلام احمد صاحب قوم ککے زئی وصیت نمبر ۱۲۵۴۰، سابق سکونت دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ بہاولنگر

۳۔ محترمہ صادقہ بیگم مسرت صاحبہ زوجہ مکرم میاں عبدالحمید فاروقی صاحب وصیت نمبر ۱۲۴۶۴، مکان نمبر ۱۶ بھگوان سٹریٹ پرانی انار کلی لاہور۔

۴۔ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب ساکن رہانہ ساہو ضلع ملتان وصیت نمبر ۱۲۵۱۱،

۵۔ محترمہ غلام بی بی صاحبہ بیوہ مکرم حیات محمد صاحب وصیت نمبر ۱۲۵۷۲، سابق سکونت دیوا سنگھ ضلع ملتان۔

۶۔ مکرم عبید اللہ ملک صاحب ولد ملک عبدالرحمٰن صاحب وصیت نمبر ۲۱۶۴۶، سابق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

نکاح اور استخارہ

"نکاح انسانی زندگی کا سب سے اہم کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بارے میں استخارہ کرنے، غور و فکر سے کام لینے اور جذبات کی پیروی کرنے سے روکنے کی تعلیم دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ نکاح ایسے رنگ میں ہونے چاہئیں کہ نیکی اور قربانی کرنے والی اولاد پیدا ہو۔"

(خطبات محمود ۳۰ مارچ ۱۹۴۵ء)

غیر ملکی خبریں

• صدر گورباچوف نے کہا ہے کہ انہیں اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مشرقی جرمنی کی کانگریس پارٹی اپنے عوام کے مسائل بخوبی حل کر سکتی ہے۔ یہ بات مسٹر گورباچوف نے مشرقی جرمنی کی چالیسویں سالگرہ کے موقعہ پر مشرقی جرمنی میں تقریر کرتے ہوئے کہی ہے۔ رہے کہ یہ بات انہوں نے ایسے وقت میں کہی ہے جب ہزاروں مشرقی جرمن مغرب کا رخ کر رہے ہیں۔

• ہنگری کی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر نے کہا ہے کہ ملک میں سوشلسٹ تحریک کے لئے کسی نئی سیاسی پارٹی کی ضرورت ہے جو کمیونسٹ نہیں ہوگی جس میں تمام کارکنوں کی نمائندگی ہوگی تاہم یورپ کی سوشلسٹ جمہوریت کو بھی گلے نہ لگایا جائے۔

• امریکہ نے کمبوڈیا کے لئے سوویت یونین کی جانب سے بڑھتی ہوئی فوجی رسد پر انتہائی تشویش سے سوویت یونین کو آگاہ کیا ہے اس سال کے پہلے سات مہینوں میں ٹینک اور راکٹ وغیرہ سمیت ۱۴ ہزار ٹن فوجی رسد کمبوڈیا پہنچی ہے۔

• بھارتی سپریم کورٹ میں پہلی بار ایک خاتون جج کا تقرر کیا گیا ہے کیرالہ سے تعلق رکھنے والی یہ خاتون مسلمان ہیں۔

ملکی خبریں

• لاہور کے مشہور سیاسی مقام باغ بیرونی موچی دروازہ میں پیپلز پارٹی کے جلسہ عام سے سرحد اور سندھ کے وزرائے اعلیٰ نے خطاب کیا آفتاب شیرپاؤ نے بعد ازاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف مارشل لاء کی پیداوار ہیں انہوں نے کہا کہ ہم جنرل ضیاء کی باقیات کا اس وقت تک مقابلہ کریں گے جب تک ان کا خاتمہ نہ کر دیں۔

• سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جی ایم سید نواز شریف کی مدد سے پیپلز پارٹی کا تختہ الٹنے کی بات کرتے ہیں وہ انہی کے ایک رہنما الٰہی بخش سومرو کے گھر میں پانچ روز مقیم رہے ہیں۔

• وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ افغان مسئلے کا حل اب نزدیک ہے۔ انہوں نے اُمید ظاہر کی کہ روس اور پاکستان کے درمیان ایک مثبت حل طے پا جائے گا

• وفاقی وزیر فیصل صالح حیات نے دعویٰ کیا ہے کہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں اسلامی اتحاد کے ۲۵ اراکین ہمارا ساتھ دیں گے۔

• افغان عبوری حکومت نے چار ماہ کے اندر مہاجر کیمپوں میں انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے۔

کر نہ کر

— جب دو آدمی باتیں کر رہے ہوں تو تُو ان میں خواہ مخواہ دخل نہ دے۔
— تُو اپنی بات چیت میں سفیہانہ الفاظ استعمال نہ کر۔
— تُو مُوذی جانوروں بھڑ، سانپ بچھو وغیرہ کو ایذا دینے سے پہلے ہی مار دے۔
— تُو کھیل تفریح اور لہو و لعب کو صرف بقدر ضرورت استعمال کر۔
— اگر تُو مالدار ہے تو اپنے جسم پر اس نعمت کی شکر گذاری کے آثار ظاہر کر۔

علم و معرفت میں ترقی

ہر ناصر کو ذوق شوق سے علم و معرفت میں ترقی کے پروگرام ـ مرکزی امتحان انصار اللہ میں حصہ لینا چاہیئے۔

(قیادت تعلیم)

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہش مندوں کیخاطر

حضرت حکیم نظام جان

کے فرزند

حکیم عبد الحمید اعوان

کا

ماہانہ پروگرام

۱۵ - ۱۶ تاریخ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والا

۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ ـ کراچی

۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ حضوری باغ روڈ ـ ملتان

باقی دِنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے

مینجر مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

گوجرانوالہ

ضرورت ہے

ہمیں اپنی فیکٹری کے لئے:

• ـ سپروائزر / سیلزمین: ۴ آسامیاں

• ـ الیکٹریشن (جو موٹر وائنڈنگ کا کام جانتا ہو): ایک آسامی

• ـ خدمت گار برائے دفتر: ایک آسامی

کی ضرورت ہے۔ امیر یا صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ ملیں۔

میاں بھائی ۱۰ ـ منٹگمری روڈ ـ لاہور

فون ۲۲۳۳۰ ـ ۲۲۳۳۷۳

عمارتی سامان

• ـ سیمنٹ • ـ چپس • ـ ماربل پوڈر

• ـ سریا • ـ ٹی آر • ـ گارڈر

بازار سے بارعایت خرید فرمائیں

نیز لکڑی کے کھڑکیاں دروازے اور بالے وغیرہ بھی رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں

اتفاق بلڈنگ میٹریل

سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ